ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ فائل نمبر ۲۲۹۶

فائل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

ایڈیٹر:- میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ایام زیر اشاعت میں ناساز رہی۔ احباب حضور کی صحت کامل کیلئے دعا فرمائیں۔

(۲) ۶ مارچ کو ایک جلسہ زیر صدارت ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ مسجد نور میں لیکھرام والی پیشگوئی کی یادگار میں اور ۱۴ مارچ کو دوسرا جلسہ یوم خلافت کا بورڈنگ ہائی سکول کے سامنے والے میدان میں منعقد ہوا۔ اور رات کو مشاعرہ بھی ہوا۔ ہر دو جلسوں میں ازدیاد ایمان والی تقریریں ہوئیں۔ احباب قادیان نے خاص دلچسپی سے حصہ لیا سامعین کی تعداد بہت کافی تھی۔ مستورات کے لئے بھی پردہ کا انتظام تھا۔

(۳) خاکسار ایڈیٹر فاروق ایک شادی کی تقریب پر لدھیانہ گیا۔ اس لئے فاروق دو روز کے وقفہ سے شائع ہوتا ہے

(۴) فاروق کا نیا پرچہ یعنی بڑے سائز پر باقاعدہ ہفتہ وار اپنی مقررہ تاریخوں پر شائع شدہ پروگرام کے مطابق انشاء اللہ شروع اپریل ۱۹۳۴ء سے شائع ہونے لگیگا

(۵) اس پندرہ روزہ میں فاروق کے لئے جدید خریداروں کی تعداد ۱۶ ہوئی ہے۔ سابقہ چار سو کی تعداد تھی۔ کل ۴۱۶ ہو گئے۔ ان سولہ میں سے ۱۰ خریدار تو خود بنے۔ باقی ۶ جن احباب نے دیئے۔ ان کا ذکر خیر شکریہ کے ساتھ کیا جاتا ہے:۔

مکرمی میاں محمد دین صاحب راجکی علاوہ سابقہ ۱

مکرمی منشی فخر الدین صاحب ملتانی۔ ۱

ضروری نوٹ

اس پرچہ میں ایک دو ضروری مضمون اہل پیغام اور ثناء اللہ امرتسری کے متعلق ہیں۔ جو احباب کو چاہیئے کہ خود پڑھکر اپنے اپنے حلقہ واقفیت کے اہلحدیث صاحبان اور غیر مبائعین کو ضرور پڑھکر حقیقت سے آگاہ کریں۔

مکرمی پیر محمد زمان شاہ صاحب وکیل۔ ۱

مکرمی منشی عبید اللہ صاحب محرر قادیان ۲

مکرمی سید ظہور احمد شاہ صاحب ویٹرینری اسسٹنٹ ۱

فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۶) جن دوستوں نے توسیع اشاعت کا وعدہ کیا تھا۔ ان میں سے مکرمی چودھری محمد لطیف صاحب بی اے سب جج نے چار خریداروں کا چندہ اپنی جیب سے عطا فرما کر ایفاء وعدہ کیا۔ خدا تعالیٰ ان کو دارین میں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

لیکن مخدومی ملک نادر خانصاحب دیپالپور نے ابھی تک اپنے وعدہ کی کوئی قسط عطا نہیں فرمائی پہلے بھی یاددہانی ہو چکی ہے۔ پھر عرض ہے۔ کہ ملک صاحب وعدہ وفا کریں۔ ایسا ہی مولوی غلام علی صاحب سعد اللہ پور اور مشفقی چودھری عبد اللہ خانصاحب بی اے قصور اپنے وعدے پورے کریں۔

(۷) عزیزی چودھری محمد سعید صاحب پنجور و سندھ سے دو خریداروں کے نام اخبار جاری کراتے ہیں۔ جن کا چندہ وہ اپنی جیب سے عطا کرینگے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسکا اجر عظیم بخشے۔

(۸) **آٹھ فاروق نصف قیمت میں۔** مخدومی چودھری محمد لطیف صاحب بی اے نے چار خریداروں کا ایک سال کا چندہ عطا فرمایا ہے۔ اس لئے میں آٹھ ایسے خریداروں کے نام فاروق جاری کرنا چاہتا ہوں۔ جو نصف چندہ مبلغ دو روپیہ وہ خود ادا کریں۔ اور نصف چوہدری صاحب موصوف کے شمار میں سے دیا جائیگا۔ لیکن ایسے خریدار کو چاہیئے کہ وہ درخواست بھیجتے وقت نصف چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ اور ساتھ ہی دوسرا نصف بھی بھیج دیں۔ اور اس کو اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوم نشان لیکھرام

۱۴ مارچ کو جو جلسہ لیکھرام والی پیشگوئی کی یادگار میں زیر صدارت سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ بعد نماز مغرب مسجد نور میں ہوا تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل نظم ہمارے مخلص دوست اور سلسلہ عالیہ کے قابل شاعر حسن رہتاسی صاحب نے فی البدیہ تیار کر کے سنائی تھی۔ جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے شائع کی جاتی ہے۔
(ایڈیٹر)

رباعی

ہو گڑھے میں یا کوئی بالائے بام — ہو کہیں بھی دشمنِ خیر الانام
ایک ہی قانون کے نیچے ہیں سب — ڈوئی ہو۔ آتھم ہو۔ یا ہو لیکھرام

آج مسجد نور میں ہیں کیوں بہم ارباب فن
جن میں کچھ انصار ہیں کچھ ہیں مہاجر بہر یارؑ
یار بھی وہ یار جس کی آبیاری کے طفیل
پھر گئی آنکھوں میں یادِ یارؑ سے تصویرِ یار
پاؤں سے سر تک سراپا پیکرِ انوارِ حق
قدّ و زوں پر لباسِ اتقا تھا بے خلل
دیکھتے ہو آج جس کو حسن و احساں کی نظیر
"قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب"
غیر ممکن ہے۔ کہ لفظوں میں کھنچے تصویرِ یارؑ
جو مرے دل پر گذرتی ہے فراقِ یارؑ میں
ہونگے دنیا میں یہ مانا مہ وشانِ خوبرو
پنج روزہ ہے مگر اس حسنِ فانی کی بہار
پر مرے محبوب کو جو حسن خالق سے ملا
گونشاں اس کو ملے درگاہ حق سے بے شمار
آریوں میں ایک پنڈت تھا مسافر لیکھرام
جسدِ انسانی میں عجبِ خوار تھا وہ نابکار
اپنی ہی تیغ زباں اس کے شکم میں پھر گئی
کٹ چکا جب تیغ برّانِ محمدؐ سے شکم
تھی نہ یہ سازش کسی کی بلکہ تھا قہری نشاں
کاوشِ طبعِ رسالائی مری دریائے شیر
گر کوئی چاہے اڑانا میرا اندازِ سخن
کم ملے داد سخن ہرگز یہ ممکن ہی نہیں
کونسی تقریب پر ہے منعقد یہ انجمن
اور کچھ کچھ ہیں حسنؔ جیسے مقیم بے وطن
قادیاں کی خارزاریں ہیں چمن اندر چمن
بانکپن میں سادگی تھی سادگی میں بانکپن
ہے اسی کا عکس مسجد نور میں جلوہ فگن
سر پہ وہ دستارِ سادہ جبہ طرہ کی پھبن
اس نظیرِ حسن و احساں کا وہی تو تھا وطن
جسؑ نے فرمایا۔ اسی خور سے یہ نکلی ہے کرن
گو سخن بہرِ زباں تھا اور زباں بہرِ سخن
یا مرا دل جانتا ہے۔ یا خدائے ذوالمنن
گلعذار و گلرخ و گل پیکر و گل پیرہن
پیدا ہوتے ہی خزاں کا ساتھ لاتی ہے کفن
حسنؔ کے ایماں کو بھی تھا دعوئے حبِّ وطن
اک نشانِ قہر سے ہیبت میں ہی روح و بدن
موٹا تازہ۔ صاف ستھرا اور بڑا گندہ دہن
بھوت تھا سایہ تھا۔ یا وہ غول تھا یا اہرمن
قوم نے پھر نذرِ آتش کر دیا مردہ بدن
تب مسافر کو پسند آیا جہنم میں وطن
نشۂ پندار جس سے ہو گیا سارا ہرن
"جوئے شیر اک بہرِ شیریں لا سکا تھا کوہکن
اس سے کہدو لائق حلوہ نہیں ہے ہر دہن"
جبکہ ہو قاسم علی اور داد کا طالب حسنؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۸

زلزلہ بہار اور ثناء اللہ بحال زار

مثل مشہور ہے۔ کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء کے فاروق میں میں نے زلزلہ بہار پر ثناء اللہ امرتسری کی محرفانہ کارروائیوں کی پردہ دری کر کے حضرت صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا تھا۔ کہ یہ زلزلہ حضرت صاحب کے لفظ لفظ کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور ساتھ ہی میں نے امرتسری مغضوب علیہ کی سارقانہ کارستانیوں کا بھانڈا بھی چوراہے میں پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ کہ کس طرح اس نے لا تقربوا الصلوٰۃ لکھ کر اپنے ناظرین کو سکڑی کرنے کی کوشش کی۔ اب اس کا جواب تو اس سے کیا ہو سکتا تھا کیونکہ میں نے اصل اور صحیح اور پوری تحریرات ہی رکھدی تھیں۔ مگر ثناء اللہ اور اس کے جواب الجواب کی خانہ پری نہ کرے۔ ناممکن تھا۔ چنانچہ ۲ مارچ کے اخبار میں پھر سے چار کالم خواہ مخواہ سیاہ کر دیئے۔ جس میں کوئی نئی بات نہیں اپنی سابقہ باتوں کو الٹ پھیر کر منہ چڑانے کی کوشش کی ہے۔

مثلاً اس نے لکھا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے اس زلزلہ کا آنا اپنی زندگی میں قرار دیا ہے۔ اس کا حوالہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کا دیا۔ اس کے جواب میں میں نے اس کے بعد کی لکھی ہوئی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۰۰ سے صاف اور واضح الفاظ میں لکھا ہوا دکھایا۔ کہ

رب اخر وقت هذا - اخره الله الى وقت مسمى

یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ٹال دیا ہے۔

اب اس حوالہ پر مولوی ثناء اللہ ایسا متزلزل ہوا ہے۔ کہ مارے رعشہ کے گویا لڑکھڑا کر فوراً نیچے آپڑا ہے۔ اس کا کوئی جواب ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اپنے نادیدہ و نابینا ناظرین کی طفل تسلی کے لئے اپنے مضمون میں مندرجہ بالا حوالے کو پہلے لکھ دیا ہے۔ اور آگے جا کر براہین صـ۵ کی وہی عبارت مکرر لکھدی ہے جو اس نے اپنے پہلے مضمون میں لکھ کر اعتراض کیا تھا۔

حالانکہ قاعدہ ہے۔ کہ پچھلی تحریر پہلی تحریر کی ناسخ اور تنسیخ کنندہ ہو سکتی ہے۔ اب کہاں ۱۹۰۵ء کی تحریر کہ وہ زلزلہ میری زندگی میں آئے گا۔ اور کہاں پھر ۱۹۰۶ء کی تحریر جو کہ کئی ایک کشوف و رویا میں زلزلہ کی تفاصیل وغیرہ دیکھ چکنے کے بعد لکھی گئی۔ اور جس میں بذریعہ الہام حضرت صاحب کو تسلی دی گئی۔ کہ تری خواہش (رب کا تریني زلزلة الساعة بدر ۱۹۰۶ء) کے مطابق اب یہ خطرناک زلزلے تجھے نہیں دکھائے جائیں گے۔ بلکہ تیرے بعد آئینگے پس یہ کسقدر دھوکا دہی ہے۔ جو ایک مذہبی مناظر کی شان کے ہرگز شایان نہیں۔ ورنہ اگر تم ایسے ہی ایماندار تھے۔ تو پھر اپنے پہلے مضمون میں ان الہامات کا کیوں ذکر نہیں کیا گیا کہ ایسے خطرناک زلزلے مرزا صاحب کی زندگی کے بعد آئیں گے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا الہام ظاہر کر رہا ہے۔

آگے چل کر مولوی ثناء اللہ دبی زبان سے اپنی لاجوابی کے ذریعہ زندگی میں زلزلہ کے واقع نہ ہونے کو تسلیم کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔ کہ :-

"۱۵ جنوری کو موسم بہار کہنا ان لوگوں کا کام ہے جو ہندوستان میں نہ رہتے ہوں۔ ورنہ ہندوستان میں رہنے والے جانتے ہیں۔ کہ ماہ جنوری سخت سردی کا زمانہ ہے۔ اس لئے شملہ وغیرہ پہاڑی مقامات پر جنوری میں موسم سرما کی تعطیلات ہوتی ہیں"۔ (اہلحدیث)

حضرت مرزا صاحب نے کیا ہی سچ فرمایا ہے :- کہ

؎ کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
اس کے گماں میں اسکا ارض و سما یہی ہے

ہندوؤں کی پرانی دھارمک پستکوں میں لکھا ہے کہ کوہ ہمالیہ کے پار کچھ نہیں۔ گویا زمین کی حد بندی ہمالیہ تک ہے۔ اسی طرح کوئین کا میمنڈک بھی مشہور ہے۔ آج ہم ناظرین کرام کو ایک ہندوستان کے رہنے والے ہندی سے تعارف کراتے ہیں۔ یعنی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ماہ جنوری سخت سردی کا زمانہ ہے۔ اور آگے سردی کی مثال شملہ وغیرہ کی دی ہے۔ گویا ہندوستان کی حد امرتسر سے لے کر شملہ تک ہے۔ یعنی کہ جہاں جہاں جنوری میں سخت سردی ہے صرف وہی ہندوستان ہے باقی نہیں۔ مثلاً بمبئی بنگال۔ بہار وغیرہ ہندوستان میں نہیں۔ کیونکہ ان علاقوں میں نہ سخت سردی ہوتی ہے۔ اور نہ ہی وہاں موسم سرما کی تعطیلات ملتی ہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ ہندوستان کی حدود صرف امرت سر تا شملہ محدود ہیں۔ باقی سب بدیشی اور غیر علاقہ ہے۔

واہ رے لال بجھکڑ امرتسری۔ آفرین تمہاری جغرافیہ دانی پر۔ اگر کسی دوسری تیسری لوئر پرائمری کے طالب علم سے ہی ہندوستان کے حدود اور آب و ہوا تفاصیل دریافت کر لیتا۔ تو برسر عام اس طرح منہ کی نہ کھانی پڑتی۔ میاں امرت سری! اگر یہ زلزلہ خدانخواستہ ماہ جنوری میں امرتسر یا شملہ وغیرہ آتا تو بھی کسی حد تک تجھے اعتراض کا حق تھا۔ کیونکہ مارے رعشہ کے تمہارے ہاتھ تو گرمی سردی میں کانپتے رہتے ہیں۔ اس لئے تیرے لئے تو بارہ ماہ ہی سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سردی کے رہتے ہیں۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ یہ زلزلہ علاقہ بہار میں آیا ہے۔ جہاں بلحاظ موسم کے بُعد المشرقین ہے۔ پنجاب میں موسم بہار کا اگر آغاز ہوتا ہے۔ تو وہاں وسط کے قریب ہوتا ہے جیسا کہ پنجاب میں مارچ اپریل کا موسم ہوتا ہے اور علاقہ بہار اور بنگال میں وہی موسم جنوری میں ہوتا ہے۔ تو گویا یوں سمجھ لو۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام کہ ؎

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

لفظ بلفظ بہاریوں کے لئے پورا ہوا۔ تو اب اعتراض کیسا۔ اب سمجھے یا ابھی کچھ کسر ہے۔

مزید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور تصنیفات کے حافظ اور ماہر ثناء اللہ صاحب امرتسری کو رسالہ الوصیت کے صفحہ ۱۴ کی عبارت یاد دلاتا ہوں۔ جہاں موسم بہار کے آغاز کو جنوری میں قرار دیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ

"چونکہ پہلا زلزلہ بھی (جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو آیا) بہار کے ایام میں تھا۔ اس لئے خدا نے خبر دی۔ کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار ہی میں آئے گا۔ اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسی مہینہ (جنوری) سے خوف کے دن شروع ہوں گے۔ اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے"۔ (چنانچہ اب تک زلزلے آرہے ہیں۔ اور تمام علاقہ میں دہشت اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ ملتانی) اب حافظ ثناء اللہ صاحب ذرا اپنی ڈنگوری اپنے ماحول میں پھیر کر ہوش و حواس سنبھالے۔ اور پھر بتائے۔ کہ جب حضرت مرزا صاحب نے بھی ایک حد تک نہایت وضاحت اور تفصیل سے موسم بہار کے آغاز ماہ جنوری کی بھی حد بندی فرمادی۔ تو پھر اس کا آئیں بائیں شائیں کرنے کا کیا حق رہا۔

اب صرف ایک تیسری تنقیح باقی رہ گئی۔ کہ صبح کے وقت کا جواب نہیں دیا۔ حالانکہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت سے دکھایا تھا۔ کہ اس قسم کے چار زلزلے پہلے آنے مقدر ہیں۔ اور پانچواں زلزلہ جو آخری ہوگا۔ وہ سب سے زیادہ سخت اور ممکن ہے۔ کہ عالمگیر ہو۔ اور وہ ممکن ہے۔ کہ صبح کے وقت ہو۔ یا یہ بھی ممکن ہو کہ بقیہ تین زلزلوں میں سے کوئی زلزلہ صبح کے وقت آئے۔

مگر اس زلزلہ کا وقت تو نہایت وضاحت سے حضرت نے بتلادیا تھا۔ کہ

"لوگ اپنے دنیا کے کاروبار میں سرگرمی اور اطمینان سے مشغول ہوں گے"۔

اب دیکھ لو۔ کہ یہ زلزلہ ٹھیک دو بجے دن کے آیا۔ جبکہ دفتروں کے کاروبار تجارت حرفہ وغیرہ سب کام کاج میں لوگ نہایت سرگرمی اور اطمینان سے مشغول تھے۔ اتوار کا دن بھی نہ تھا۔ کہ دفتروں میں تعطیل ہوتی۔ پس اسقدر تصریح کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی غبی اور بلید الطبع نہ سمجھ سکے۔ تو پھر ہمارا کیا قصور ؎

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا ترا رخ کافر و دیندار کا

حالانکہ آگے چل کر اسی حوالہ میں حضرت صاحب نے مزید وضاحت سے فرمادیا۔ کہ

"آفتاب بہار کی صبح میں نمودار ہوگا۔ اور خزاں کی شام میں غروب کرے گا۔ تب کئی گھروں میں ماتم پڑے گا"۔

الحدیث ۲ مارچ ۳۴ء

---

۱۵ جنوری کی صبح بہار تھی۔ کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آج شام صف ماتم بچھ جائیگی۔ لوگ خوشی خوشی اپنے رنگ رلیاں اور کاروبار میں مصروف ہوگئے۔ مگر ۱۵ جنوری کی شام ایسی خزاں کی شام تھی۔ کہ کسی نے آج تک دیکھی نہ سنی اور یہ کیفیت ہوگئی۔ کہ

"ایک ہی دم میں ہزاروں اس جہاں سے چل دیئے
جسقدر گھر گر گئے ان کا کروں کیونکر شمار
یا تو وہ عالی مکاں تھے زینت و زیب جلوس
یا ہوئے اک ڈھیر اینٹوں کا پُر از گرد و غبار
حشر جس کو کہتے ہیں اک دم میں برپا ہوگیا
ہر طرف میں مرگ کی آواز تھی اور اضطرار"

منقول از درثمین صفحہ ۱۰۲

کیا اب بھی زلزلہ کے وقت میں شک ہے۔ جبکہ واقعہ بھی رونما ہو چکا ہے۔ مگر ؎

سب نشاں بے کار ان کے بغض کے آگے ہوئے
ہوگیا تیز تعصب ان کے دل میں دار پار

ثناء اللہ کی ان تینوں تنقیحوں کا منقح کرنے کے بعد اب ذرا ثناء اللہ کے عذر گناہ کو بھی ناظرین ملاحظہ فرمادیں۔ کہ اپنی تحریفانہ اور سارقانہ حرکات پر ہماری گرفت کے جواب میں کیا عمدہ عذر نامعقول پیش کرتا ہے کہ

"ہم نے مجیب کا حوالہ خوب پڑھا۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ مجیب نے محض حمایت مرزا میں ہم کو الزام دیا ہے ورنہ حوالہ مذکور کو مجیب بغور پڑھتا۔ تو شرمندہ ہو کر خود ہی خاموش رہتا۔ مگر شرم و حیا جس جوہر کی فرع ہے وہ کمیاب ہے۔ مقام مذکور کی عبارت ہمارے سامنے ہے۔ ہم وہ ساری نقل کر کے قادیان کے ارکان اور دیگر اعیان اسلام سے انصاف چاہتے ہیں"۔ (اہلحدیث)

اب ذرا اس امرتسری بھیگی بلی کی میاؤں میاؤں ملاحظہ فرمائیے۔ گویا یہ معلوم ہو رہا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ اب وہی متنازعہ فیہ حوالہ من و عن یہاں درج کردیگا جس کی کتر بیونت کا میں نے اپنے مضمون میں بیّن ثبوت دیا تھا۔ مگر وہ ثناء اللہ ہی کیا۔ کہ جو ہیرا پھیری سے جائے۔ چنانچہ ۹ فروری کے اہلحدیث میں ثناء اللہ امرتسری نے براہین پنجم صفحہ ۹۷ کی یہ عبارت درج کی تھی۔ کہ

"خدا تعالیٰ کا الہام یہ بھی ہے۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زلزلہ موعود کے وقت بہار کے دن ہونگے۔ (یہاں امرتسری یہودی نے مارچ اور چیت کے لفظ از خود زائد افزا کر لئے تھے ملتانی) اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے۔ غالباً وہ وقت صبح کا ہوگا۔ یا اس کے قریب اور غالباً وہ وقت نزدیک ہے۔ جبکہ وہ پیشگوئی ظہور میں آجائے"۔ (یہیں تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثناء اللہ امرتسری کی محرّفانہ عادات کی بازگشت

ناظرین کرام! میں وقتاً فوقتاً امرتسری محرف کی سارقانہ کارستانیوں کی پردہ دری کرتا رہتا ہوں۔ آج حسن اتفاق سے بدر ۱۹۰۶ء کا فائل زیر مطالعہ تھا۔ تو اس میں ایک جگہ اس کی اسی قسم کی یہودیانہ حرکت کے راز کو طشت از بام کیا ہوا نظر پڑا۔ احباب کے تفنن طبع کے لئے ذیل میں میں اسکو من وعن درج کر دیتا ہوں۔ اس سے ناظرین نتیجہ نکال لیں۔ کہ ثناء اللہ اس عادت بد میں آج نہیں۔ بلکہ جب سے اس نے مسیح وقت کے خلاف یہودیت کی جامہ پوشی اختیار کی ہے۔ تب سے ان یہودیانہ جرائم کا مرتکب ہوتا چلا آتا ہے۔ اور اب ہر چہ خواہی کن کی مد میں داخل ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ذیل میں :-

اصل تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء جو بدر ۲۶ جنوری ۱۹۰۶ء صـ ۳ پر شائع ہوئی :-

"اس وقت میری طبیعت علیل ہے۔ اور زیادہ بول نہیں سکتا۔ ایک ضروری وجہ سے چند کلمات بیان کرتا ہوں۔ کل میں نے سنا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں۔ کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ اور بس باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے۔ سو سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ بات صحیح نہیں۔ کہ میرا دین میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی۔ تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی۔ کہ شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی۔"

نقل اہلحدیث مورخہ ۹ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ جس میں یہودیت کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

خیر آج ہم ناظرین کو خوشخبری سناتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کرشن قادیانی گو اتنی مدت خفا رہے ہیں۔ لیکن اب موت کے خوف سے سیدھے ہونے کو ہیں۔ آپ نے ۲۷ دسمبر کے روز جو اپنی سبھا کے بیچ میں لیکچر دیا ہے۔ وہ قادیانی اخبار بدر ۲۶ جنوری میں چھپا ہے۔ آپ نے اس اپدیش (لیکچر) میں احمدی (مرزائی) اور غیر احمدی میں فرق بتلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ "اس فرقہ (مرزائیہ) میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اسکے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ (مرزائی) وفات مسیح کے قائل ہیں۔ اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ اور بس باقی سب عملی حالت مثلاً نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے۔"

بہت خوب لو صاحب! کوہ کندن وکاہ برآوردن پورا ہو گیا ہم چاہتے۔ تو اچھی طرح ثابت کرتے۔ کہ آپ نے اس بیان میں کہاں تک راستی سے کام لیا ہے۔ اور اس حصر کرنے میں آپ نے کہاں تک حسب عادت شریف سچ بولا ہے۔ لیکن اب بخوف موت مصالحت کیلئے شاید جھکے ہیں

یہ ہر دو حوالے مزید کسی جدید تشریح کے محتاج نہیں۔ ایسی بیّن اور واضح تحریف کی جرأت تو پرانے یہودیوں کو بھی نہیں ہو سکی ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ ثناء اللہ کی اس غلط بیانی کو کسی نسیانی غلط فہمی پر محمول قرار دینا گویا شریعت محمدیہ کی خفت کرنا ہے۔ اور اب یہ متقی دروغ باف کس منہ سے ہمارے منہ آتا ہے۔ (خادم ملتانی)

امرتسری نے حوالہ نقل کر کے آگے صرف ایک فقرہ باقی تھا وہ اسنے عمداً چھوڑ دیا۔ جو یہ تھا۔ ملتانی، اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے"۔

میں نے اس جلی متروکہ فقرے اور متذکرۃ الصدر خط وحدانی اور ایزاد کردہ مارچ اور چیت کے الفاظ پیش کر کے ثناء اللہ کی تحریف کا نمونہ پیش کیا تھا۔ اب اپنے اس جواب الجواب میں ظاہر تو یہ کر رہا ہے۔ کہ گویا اب ثناء اللہ اس سابقہ نامکمل حوالے کو مکمل طور پر لکھ دیگا۔ مگر برعکس اسکے ثناء اللہ نے اس حوالہ کو چھوا تک ہی نہیں۔ نہ ادھورا اور نہ مکمل۔ اس مصیبت میں پھنسا ہی نہیں۔ بلکہ اس کو یک قلم عمداً بھول کر چھوڑ دیا ہے۔ اور پھر زندگی والے حوالہ کو دہرا دیا ہے۔ جس کا جواب میں اوپر مدلل طور پر دے آیا ہوں۔

پس ناظرین ثناء اللہ کے اس فرار اور بیہودہ تکرار سے سمجھ لیں۔ کہ ثناء اللہ اب کس پانی میں ہے۔ شرم حیا تو خیر اس کی کسی ڈکشنری میں بھی نہیں۔ عام حیوانی یا انسانی حس بھی اسکے دل و دماغ حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں نظر آتے۔ اس کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ دعوی کس بلا کا نام ہے۔ اور دلیل کونسی دبال جان سے مراد ہوتی ہے۔ اسلئے میری یہ رائے کب سے ہو چکی ہے۔ کہ اب امرتسری صاحب کو ضرورت سے زیادہ آرام کی ضرورت ہے۔ پہلے تو ابوالوفا کے ہاتھ اس کی زبان سے بے وفائی پر تلے ہوئے تھے۔ اب دل و دماغ بھی جواب دے رہے ہیں۔ ؎

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اہلحدیثو۔ اپنے امرتسری گورو کی لاج چاہتے ہو۔ تو اس کی پنشن کا بندوبست کرو۔ ورنہ یکے از قوم چوں بیدانشی کرد کا مصداق ہو کر تم سب کو رسوا کرے گا۔

(خادم ملتانی)

نیوگ درشن :- مکرم ملتانی صاحب کی چھوٹی اور زبردست بالل شکن تصنیف ہے۔ کتاب گھر قادیان سے بقیمت ۶ منگا کر ضرور مطالعہ کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی ثناء اللہ امرتسری

۲۶ر اپریل والے اہلحدیث کو دوبارہ چھاپنے میں سرخ موت دیکھ رہا ہے

پورے پندرہ سو پرچوں کی خریداری کا سہ بارہ اعلان

دو ماہ سے اوپر گزر رہا ہے۔ کہ خاکسار بار بار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث کی خدمت میں ایک عاجزانہ درخواست بذریعہ فاروق گذار رہا ہے۔ کہ از برائے خدا اپنے آخری فیصلہ والے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء کو دوبارہ چھاپ دو۔ اور پورے پندرہ سو تعداد کی خریداری میرے نام رجسٹر کر لو۔ فرمائش کو مزید پختہ کرنے کے لئے خاکسار نے ایک عریضہ بھی براہ راست مولوی ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی خدمت میں لکھا۔ جس میں اسی فرمائش کو دہرایا گیا۔ کہ آپ کا زیادہ سے زیادہ ایک پیسہ فی پرچہ خرچ آئے گا مگر میں آپ کو ارفی پرچہ کے حساب سے قیمت ادا کرنے کو تیار ہوں۔

گویا اس حساب سے اصل خرچ ۱۵۰۰ پرچوں پر زیادہ سے زیادہ ۱۵ آئینگے۔ مگر میں ان کو نوے بانوے روپیہ یعنی ساٹھ روپے زائد منافع دینے کو آمادہ ہوں۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس فرمائش کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کا شبہ ہو۔ تو میں کسی مسلمہ فریقین امین کے پاس بطور پیشگی بھی رقم جمع کرنیکو طیار ہوں

پس اگر اسقدر تسلی و اطمینان اور منافع کی وصولی پر بھی مولوی ثناء اللہ صاحب ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء والا اہلحدیث دوبارہ چھاپنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو پھر ناظرین سمجھ لیں کہ سہ خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید۔ اور میرے بعض دوست جو مولوی ثناء اللہ کی اس قسم کی بزدلانہ خاموشی کے رازوں سے پرانے واقف ہیں۔ وہ مجھے یہ یقین دلاتے ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری مرتے مر جائیں گے۔ مگر کبھی اس پرچہ کو دوبارہ چھاپنے کی جرأت نہ کریں گے خواہ اس کے آگے ڈھیروں ڈھیر سونا ہی کیوں نہ ڈال دو۔ مگر بخلاف ان کے مجھے اب تک مولوی صاحب موصوف پر حسن ظنی ہے کیونکہ عالمگیر کساد بازاری نے ان کا بھی بری طرح قافیہ تنگ کر رکھا ہے۔ اس لئے اسقدر کثیر منافع کو دیکھکر ہمارے بار بار یقین دلانے سے اغلب ہے کہ مولانا پسیج جائیں اور جلد اس کو چھاپ کر میری فرمائش کو پورا کر کے اپنی جھولی بھر لیں۔ پھر خواہ فوراً ہی دم باہر والی گولی کھا کر چلتے بنیں۔ کیونکہ جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے۔ کہ اس تاریخی پرچہ اہلحدیث کی آمد اور وقتی نمائش بھی مولانا موصوف امرتسری کیلئے سرخ موت کا سامنا کرا دیتی ہے چہ جائیکہ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں مولوی ثناء اللہ کے ہاتھوں ثنائی برقی پریس امرتسر میں اٹھائیس سال کے بعد از سر نو طبع ہو کر رسوائی عالم کا موجب بنے۔ اور اگر خدانخواستہ واقعی مولوی ثناء اللہ صاحب نے میری فرمائش پندرہ سو کی خریداری والی پوری نہ کی۔ تو پھر آنکھوں والی دنیا اس نتیجہ پر پہنچ جائیگی۔ کہ مولوی ثناء اللہ کی آخری فیصلہ کے متعلق سب لن ترانیاں اور شیخیاں دھوکا فریب اور عیاری سے بھرپور اور حقیقت سے کوسوں دور تھیں۔

ناظرین کرام کا میں بیحد مشکور ہونگا۔ اگر آپ صاحبان اپنے اپنے حلقہ میں اہلحدیث صاحبان کی خدمت میں جا کر منت و سماجت اور لجاجت سے عرض کریں۔ کہ وہ اجتماعاً یا انفراداً مولوی ثناء اللہ پر زور ڈالیں۔ کہ وہ کسی طرح پرچہ اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء والا فوراً چھاپ کر فرمائش کنندہ کی درخواست کو پورا کریں۔ جبکہ وہ اصل لاگت سے بھی چوگنی قیمت دینے کو تیار ہے اگر اہلحدیث صاحبان کارڈ لفافہ کے خرچ سے گریز کریں۔ تو ناظرین اپنی جیب سے کارڈ ان کو مہیا کریں۔ اور ان کارڈوں کے پیسے عاجز ملتانی سے وصول کر لیں۔ جس طرح بھی ہو۔ غیر مقلدین اور مقلدین سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں پر اصرار خط بھجوا دیں یہانتک کہ وہ یا تو کفن پھاڑ کر خود بولے۔ یا پھر مرتا کیا نہ کرتا چھپوا کر میری فرمائش پوری کرے اور اگر اسقدر پرزور اور شدید مطالبہ پر بھی مولوی ثناء اللہ پرچہ مطلوبہ نہ چھپوائے۔ تو دنیا خود بخود ہی مولوی ثناء اللہ کے آخری فیصلہ والی رٹ سے آگاہ ہو جائیگی اور فھو المراد نا۔ کیا مولوی ثناء اللہ اب بھی حسب معمول مجرمانہ اور بزدلانہ اور عیارانہ خموشی اختیار کئے رہیگا۔ یا بولیگا۔ دیدہ باید۔

(خاکسار فخر الدین ملتانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی خاص خدمت

مندرجہ ذیل اعلان اخبار الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اور علیحدہ اشتہار کی صورت میں بھی چھاپ کر تقسیم کیا گیا ہے۔ آج فاروق میں بھی ناظرین فاروق کیواسطے شائع کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی امرتسری عیار مولوی ثناء اللہ صاحب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ ترلقمہ جو انکو عمر بھر ایڑیاں رگڑنے اور در بدر پھرنے سے اب تک حاصل نہیں ہوا۔ اب ایک چند منٹ میں مطلوبہ الفاظ زبان سے تین بار کہدینے پر دم نقد پانسو اور سال تک سلامت زندہ رہنے پر دس ہزار کی تھیلی مل جائیگی۔ کیا امرت سری جرأت کریگا۔ کہ میدان میں نکلے۔ اور ہمیشہ کی روسیاہی جو حلف کے فرار سے اس کو ہوتی رہتی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرے۔ اور مال بھی اپنی حیثیت سے بڑھکر لے۔ (ایڈیٹر)

۲۱۰۰۰ صداقت احمدیت اور اکیس ہزار روپیہ کے انعامات

کامل انتظام محبت

(از سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب تاجر دکن)

مخالفین کے مکروہ طریق

چند روز پیشتر ایک چار صفحے کا گمنام اشتہار خاکسار کی نظر سے گزرا جس کا عنوان "قادیانی مذہب کی حقیقت" تھا۔ یہ وہی اشتہار ہے۔ جو چند سال پیشتر انجمن اہلحدیث سکندر آباد نے اپنے نام سے شائع کیا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی اشتہارات شائع کئے گئے ہیں۔ ان میں صرف وہی پرانی باتیں دہرائی جارہی ہیں۔ جن کے متعلق بارہا ہمارے سلسلہ کی طرف سے جوابات شائع کئے گئے ہیں اس خیال سے کہ صداقت احمدیت لوگوں پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ ہمارے مخالفین قسم قسم کے مکروہ طریقوں سے کام لے رہے ہیں۔ اگر کسی کتاب کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے تو اس طرح کہ اسمیں حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ اور یہ اس کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ تا لوگوں کے دل میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق بدظنی پیدا ہو جائے۔ حتیٰ کہ یہ لوگ سرور الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل الفاظ میں بھی اپنی نفسانیت کے مطابق تبدیلی کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔

احادیث میں تصرّف و تحریف

مثلاً اسی تازہ گمنام اشتہار کو دیکھو۔ اس کے پہلے صفحہ پر صحیح بخاری کے حوالے کے ساتھ ایک مشہور حدیث اس طرح بیان کی گئی ہے کہ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمُ ابْنَ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَآءِ۔ یعنی تم کیسے ہوں گے۔ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم تم میں آسمان سے اتریں گے۔ حالانکہ اصل حدیث اس طرح ہے۔ کہ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنَ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی تم کیسے ہوں گے۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ وہ تم میں سے تمہارے امام ہونگے۔ (صحیح بخاری) یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ تم مسلمانوں میں سے ایک شخص تمہارا امام ہوگا۔ وہی ابن مریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگا۔ مگر ہمارے مخالفین اپنے غلط عقائد کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل الفاظ امامکم منکم کاٹ کر اس کے عوض اپنی طرف سے من السماء کے الفاظ داخل کرتے ہیں۔ یعنی آسمان سے اتریں گے۔ جب پہلی بار سکندر آباد کے اہل حدیثوں نے یہ اشتہار شائع کیا تو اس وقت بھی خاکسار نے اس کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ اگر صحیح بخاری سے امامکم منکم کے عوض من السماء کے الفاظ ثابت کئے جائیں۔ تو خاکسار ایک ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہے۔ مگر انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ نہ اس کی اصلاح کی۔ بلکہ اب بھی وہی دھوکا دہ فریب اس تازہ اشتہار میں بھی قائم رکھا۔

ایک ہزار روپیہ انعام

اگر اب بھی اس اشتہار کے دیکھنے والے یا ہمارے مخالفین میں سے کوئی اور صاحب صحیح بخاری سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ مذکورہ حدیث میں امامکم منکم نہیں۔ بلکہ من السماء کے الفاظ ہیں تو خاکسار اب بھی ایک ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہے۔

خوب یاد رہے۔ کہ اس طرح خدا کی مخلوق کو دھوکہ دینا اور ان کی آخرت تباہ کرنا کوئی معمولی گناہ نہیں۔ مرنے کے بعد اسکا نتیجہ معلوم ہوگا

دس ہزار روپیہ انعام

سنہ ۱۳۳۶ھ میں یعنی سولہ سال پیشتر خاکسار نے ایک چیلنج نامی رسالہ شائع کیا تھا۔ جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائیگا۔ جو اُن کیلئے ان کا دین تازہ کرے گا۔ اس کے مطابق ہر صدی کے شروع میں ربانی مجددین کا ظہور برابر ہوتا رہا۔ مثلاً حضرت عبدالقادر جیلانی رح۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ حضرت سید محمد جونپوری رح۔ شیخ احمد سرہندی رح۔ مجدد الف ثانی امام ربانی وغیرہ۔ جن کو اب لاکھوں لوگ اس زمانہ کے صادق مجدد مانتے ہیں

اسی طرح خدا تعالیٰ نے اس صدی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مبعوث فرمایا۔ آپ نہ صرف چودھویں صدی کے مجدد اعظم ہیں۔ بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح مہدی و نبی بھی ہیں۔ جس کے ثبوت میں قرآن شریف اور احادیث وغیرہ سے صدہا دلائل بھی شائع کئے گئے ہیں۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کو اپنے تمام دعاوی میں صادق پایا۔ اور آپ کا سلسلہ تمام دنیا میں مشہور ہوگیا۔ یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ صدی کا مجدد جس کو خدا تعالیٰ خود منتخب کر کے مبعوث فرماتا ہے وہ ہرگز جھوٹے دعاوی شائع نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اپنے تمام دعاوی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق نہ ہوتے۔ تو خدا تعالیٰ خود آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو تباہ کر کے اپنے صادق مدعی کی صداقت دنیا میں ثابت کرتا۔ مگر اس چودھویں صدی کے پچاس سال گزر گئے پھر بھی خدا تعالیٰ نے دوسرے کسی شخص کو آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی توفیق و جرأت عطا نہ فرمائی۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنے تمام دعاوی میں صادق ہیں۔ پھر بھی جو شخص آپ کو نہیں مانتا۔ اس پر فرض ہے کہ وہ دوسرے کسی شخص کو جو اس منصب کا مدعی ہو اور جس کو لاکھوں لوگوں نے اس صدی کا صادق مجدد مان لیا ہو۔ جس طرح گذشتہ صدیوں کے مجددین مانے گئے ہیں۔ اس کو پبلک میں پیش کرے۔ ہم **دس ہزار روپیہ انعام** دینے کو تیار ہیں۔ ورنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جاہلیت کی موت مرنا ہوگا۔

یہ چیلنج نام رسالہ اور احدیت کے متعلق دوسرے مضامین اردو انگریزی وغیرہ زبانوں میں صرف ایک کارڈ میرے نام بھیجنے سے مفت مل سکتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے دس ہزار سات سو روپیہ کے انعامات

سنہ ۱۹۲۳ء میں یعنی گیارہ سال پیشتر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسر سے یہاں تشریف لائے تھے۔ احمدیت کے خلاف سکندر آباد حیدر آباد میں بہت سے لیکچر دیتے رہے۔ اس لئے ان کو ایک اشتہار کے ذریعہ یہ پیغام پہنچا دیا گیا۔ کہ اگر درحقیقت وہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں صادق نہیں مانتے۔ بلکہ کافر مفتری و خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) تو یہی عقائد وہ ایک خاص جلسے میں حلفاً بیان کریں۔ تو ہم ان کو پانسو روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں۔ مگر آپ نے منظور نہیں کیا۔ اور کئی قسم کے عذرات پیش کر کے ٹال دیا۔ مثلاً یہ کہا:۔ کہ

"اگر میں نے حلف اٹھایا۔ تو نہ صرف پانچ سو روپیہ نقد لوں گا بلکہ اگر ایک سال زندہ رہا۔ تو تم کو اور خلیفہ قادیان کو قادیانی مذہب چھوڑنا ہوگا۔ اہل حدیث ہونا ہوگا۔ میرے ساتھ مل کر مرزا صاحب کی تکذیب کرنی ہوگی۔ ورنہ دس ہزار روپیہ نقد دینا ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی ثناءاللہ کا حلف سے گریز

معزز ناظرین! یہ غور فرمائیے حق و باطل کا فیصلہ کرنے کا ایک دینی معاملہ تھا۔ جو عقائد وہ اپنے لیکچروں میں پبلک کو بتاتے تھے۔ انہی عقائد کو فقط حلفاً دہرانا تھا۔ اس میں ہرج ہی کیا تھا بلکہ اس دینی خدمت کیلئے پانچ سو روپیہ اسی وقت نقد مل جاتا تھا۔ اگر اس طرح کوئی عیسائی کسی مسلمان عالم سے یہ کہتا۔ کہ اگر تمہارا اسلام مذہب حق ہے۔ اور عیسائی مذہب باطل۔ تو یہ عقائد تم حلفاً بیان کر دو۔ میں پانچ سو روپیہ نقد دیتا ہوں۔ تو کیا کوئی عالم انکار کرتا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکو وہ اپنی بڑی سعادت سمجھتا یہ تو ہم خرما اور ہم ثواب کا معاملہ تھا۔ مگر مولوی ثناءاللہ صاحب کو نہ صرف پانچسو روپیہ بلکہ ان کے مطالبہ کے مطابق اور بھی دس ہزار روپیہ دینا فاکسار نے منظور کیا۔ پھر بھی وہ بغیر حلف اٹھانے کے سکندرآباد سے رخصت ہو گئے تعجب ہے۔ کہ وہ اپنی تقریروں میں اور تحریروں میں بہت کچھ شیخی کرتے رہتے ہیں۔ مگر عین مقابلہ کے وقت گریز کر جاتے ہیں۔ افسوس ہمارے غیر احمدی بھائی کیسے شخص کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں! اسی کو اپنا دار و مدار سمجھتے ہیں۔ اسی کو شیر پنجاب فاتح قادیان قرار دیتے ہیں عجب شیر عجب فاتح اور عجب اسکے پیرو ہیں

سابقہ اشتہارات

اس حقیقت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اسوقت کے دو اشتہار بھی یہاں شائع کئے جاتے ہیں۔

نقل اشتہار مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء

مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کو دس ہزار روپیہ انعام

مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۳ء کو ایک خاص مجلس میں جسمیں کہ ہمارے شہر کے ایک معزز و محترم باوقار انسان یعنی عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر بالقابہ بھی رونق افروز تھے۔ اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میرے حیدرآباد آنیکا اصل مقصود سیٹھ عبداللہ الہ دین ہیں۔ تاکہ انکو ہدایت ہو جائے اس لئے میں اپنے ذاتی اطمینان اور تسلی کے لئے بذات خود یہ اشتہار شائع کرتا ہوں۔ کہ اگر مولوی ثناءاللہ صاحب کے اس سفر کی مقدم غرض یہی ہے۔ کہ مجھکو ہدایت ہو جائے تو مولوی ثناءاللہ صاحب اس حلف کے مطابق جو میں اس اشتہار میں درج کرتا ہوں۔ قسم کھا جائیں۔ مگر قبل اس کے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب حلف اٹھائیں۔ ضروری ہوگا۔ کہ ایک اشتہار کے ذریعہ صاف طور پر حیدرآباد و سکندرآباد میں شائع کر دیں کہ میں اس حلف کو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اپنے عقائد کے درمیان حق و باطل کے تصفیہ کا فیصلہ کن معیار قرار دیتا ہوں۔ اور یہ کہ اس حلف کے بعد سال کی میعاد کے اخیر دن تک میں اپنے اس اقرار معیار فیصلہ کن کے مخالف کوئی تحریر یا تقریر نہ شائع کرونگا۔ اور نہ بیان کروں گا۔ ہاں ویسے مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ مرزا صاحب کی تردید بڑے زور سے کرتے رہیں۔ مگر اس حلف کے فیصلہ کن معیار ہونے سے حلف کے بعد سال بھر تک انکار نہ کریں میری طرف سے یہ اقرار ہے کہ اگر اس حلف کے بعد مولوی ثناءاللہ صاحب ایک سال تک صحیح سلامت زندہ رہے۔ یا ان پر کوئی عبرتناک و غضبناک عذاب نہ آیا تو میں اہل حدیث ہو جاؤں گا۔ یا مولوی ثناءاللہ صاحب کے حسب خواہش مبلغ دس ہزار روپیہ مولوی صاحب موصوف کو بطور انعام کے ادا کروں گا۔

حلف کے الفاظ یہ ہیں

جو مولوی ثناءاللہ صاحب جلسۂ عام میں تین مرتبہ دہرائیں گے اور ہر دفعہ خود بھی اور حاضرین بھی آمین کہیں گے۔

"میں ثناءاللہ ایڈیٹر اہلحدیث خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس بات پر حلف کرتا ہوں۔ کہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تمام دعاوی و دلائل کو بغور دیکھا۔ اور سنا۔ اور سمجھا اور اکثر تصانیف ان کی میں نے مطالعہ کیں اور عبداللہ الہ دین کا چیلنج انعامی دس ہزار کا بھی بغور پڑھا۔ مگر میں نہایت وثوق اور کامل ایمان اور یقین سے یہ کہتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کے تمام دعاوی و الہامات جو چودھویں صدی کے مجدد و امام وقت و مسیح موعود و مہدی موعود و امتی نبی ہونے کے متعلق ہیں۔ وہ سراسر جھوٹ و افترا اور دھوکہ و فریب اور غلط تاویلات کی بنا پر ہیں۔ برخلاف اس کے عیسیٰ علیہ السلام وفات نہیں پائے۔ بلکہ وہ بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور ہنوز اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہیں۔ اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ اور وہی مسیح موعود ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا۔ جب ہوگا۔ تو وہ اپنے منکروں کو تلوار سے قتل کر کے اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں گے۔ مرزا صاحب نہ مجدد وقت ہیں۔ نہ مہدی ہیں نہ مسیح موعود ہیں نہ امتی نبی ہیں۔ بلکہ ان تمام دعاوی کے سبب میں ان کو مفتری اور کافر اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ اگر میرے یہ عقائد خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے خلاف ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی درحقیقت اپنے تمام دعاوی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک سچے ہیں۔ تو میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اے قادر ذوالجلال خدا جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک ہے۔ اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھی علم ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس تمام قدرتیں تجھی کو حاصل ہیں۔ تو ہی قہار اور غالب و منتقم حقیقی ہے۔ اور تو ہی علیم و خبیر و سمیع و بصیر ہے۔ اگر تیرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعاوی و الہامات میں صادق ہیں۔ اور جھوٹے نہیں اور میں ان کے جھٹلانے اور تکذیب کرنے میں ناحق پر ہوں۔ تو مجھ پر ان کی تکذیب اور ناحق مقابلہ کیوجہ سے ایک سال کے اندر موت وارد کر۔ یا کسی ایسی غضبناک و عبرت ناک عذاب میں مبتلا کر کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تا لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے۔ کہ میں ناحق پر تھا۔ اور حق و راستی کا مقابلہ کر رہا تھا جس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی ہے۔ آمین آمین آمین"

نوٹ:۔ اس عبارت حلف میں اگر کوئی ایسا عقیدہ درج ہو جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نہیں مانتے۔ تو میرے نام ان کی دستخطی تحریر آنے پر اس عقیدہ کو اس حلف سے خارج کر دوں گا۔

خاکسار عبداللہ الہ دین بلڈنگس سکندر آباد ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء

نقل اشتہار مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۳ء

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور ان کے ہمخیالوں پر آخری اتمام حجت

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی و الہامات کے مخالف اپنے عقائد ظاہر کرتے ہیں اور جن کے متعلق سکندر آباد و حیدر آباد میں انہوں نے بہت سے لیکچر دیئے ہیں۔ اگر درحقیقت ان عقائد میں مولوی ثناء اللہ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب حق پر نہیں ہیں۔ اور جو عقائد مولوی ثناء اللہ صاحب بیان کرتے ہیں وہی سچے ہیں۔ تو کیوں مولوی صاحب اپنے ان عقائد کو حلفاً بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب خود اپنی تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۹۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ

"گواہی نہ چھپاؤ۔ جو کوئی اس کو چھپائیگا۔ خواہ کسی غرض سے چھپائے تو جان لو کہ اس کا دل بگڑا ہوا ہے"

یہ قرآن شریف کی آیۃ شریف کا ترجمہ ہے۔ اور حکم الٰہی ہے کہ شہادت کو چھپاؤ نہیں۔ بلکہ ظاہر کرو۔ تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے۔ یہ شہادت ایسی تھی کہ اس کیلئے مولوی صاحب کو محض ثواب کی خاطر بھی تیار ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر جب انہوں نے ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء کے اشتہار میں دس ہزار روپیہ کا مجھ سے مطالبہ کیا۔ تو وہ بھی میں نے دینا منظور کیا۔ اب میں آخری اتمام حجت کے طور پر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب میرے اشتہار مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء کے الفاظ و شرائط کے مطابق اب بھی حلف اٹھانے کو تیار ہو جائیں۔ (ہاں ایسی سے جو عقائد وہ نہ ملتے ہوں وہ ان کی دستخطی تحریر آنے پر نکال دیئے جا سکتے ہیں) تو میں ان کو فوراً مبلغ پانچسو روپیہ نقد بھی دینے کیلئے تیار ہوں جس کا مولوی صاحب حلف کے وقت ہی مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اگر وہ ایک سال تک موت یا عبرتناک و غضبناک عذاب سے جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو بچ جائیں تو پھر دس ہزار روپیہ اور ان کو نقد دیا جائیگا۔ اس کے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہم خیالوں میں سے جو کوئی صاحب ان کو اس بات کیلئے آمادہ کرینگے دو صد روپیہ انکو بھی انعام دیا جائیگا۔ اگر اب بھی مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے اشتہار مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء کے مطابق حلف اٹھانے سے گریز کیا۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہمخیالوں پر ہماری طرف سے ہر طرح اتمام حجت سمجھی جائیگی۔ اور آئندہ کے لئے انکو کسی طرح حق نہ ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب یا آپ کی جماعت کے عقائد پر بیجا حملے کریں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس حلف کیلئے میں نے ابتدا سے اس لئے منتخب کیا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کا کافی مطالعہ کیا ہوا ہے۔ اور بذریعہ کئی مباحثات کے ان پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ فقط مورخہ ۱۹ رجب ۱۳۴۱ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۲۳ء

خاکسار عبداللہ الہ دین احمدی

مولوی ثناء اللہ صاحب کو حلف پر آمادہ کر کے انعام لو

مذکورہ بالا کارروائی کو گیارہ سال کی مدت گذر گئی ہے اب کچھ عرصہ ہوا کہ ہمارے مخالفین پھر کچھ زور دکھا رہے ہیں۔ اور پھر اسی قسم کی اشتہار بازی شروع کی گئی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب خود ہی اپنے آپ کو لاثانی مخالف قرار دے رہے ہیں اور مقابلہ پر بلا رہے ہیں۔ اس لئے یہ خاکسار پھر انکو وہی حلف اٹھانے کی دعوت دیتا ہے۔ اور پھر ان کیلئے پہلے کیطرح ایک انعام پانسو روپیہ کا اور دوسرا دس ہزار روپیہ کا مقرر کرتا ہے۔ اور ہمارے غیر احمدی بھائیوں میں سے جو شخص بھی انکو حلف اٹھانے کیلئے آمادہ کریگا اس کیلئے بھی آگے کے مطابق دو سو روپیہ انعام تیار ہے۔ اب بھی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے حلف اٹھانے سے گریز کیا۔ تو اے آسمان و زمین تم گواہ رہو کہ ہمنے ہر طرح سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفین و منکرین پر اتمام حجت کر دی اب انکے اور خدا کے درمیان معاملہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

خاکسار عبداللہ الہ دین احمدی الہ دین بلڈنگ سکندر آباد دکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

نانائے پیغام اور مسئلہ خلافت

آج کل پیغام میں ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب نے ایک طولانی اور لایعنی مضمون مسئلہ خلافت پر شروع کر رکھا ہے۔ اور پیغام کے پیٹ بھرنے کی خاطر خواہ مخواہ مضمون کو کوئی ایک بے تعلق آیات قرآنی کی تشریحات سے لمبا کیا جا رہا ہے۔ اس کا لب لباب اس کی اپنی دو سطروں میں یہ ہے۔ کہ

"میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ آیت استخلاف حضرت مسیح موعودؑ پر نازل نہیں ہوئی۔ اس لیے آپ نے اپنی وصیت میں اپنے خلفا کا قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا۔ اپنے بعد کام کرنے کے لیے ایک انجمن اصول جمہوریت کے طور پر قائم کی اور اسی کو اپنا جانشین قرار دیا۔" (پیغام ۷ مارچ ۱۹۳۴ء)

اس طولانی اور بے سروپا اور خدا جانے آگے کتنے غیروں کا تختۂ مشق ہونے والے مضمون کا جواب یہ ہے۔ کہ (۱) اگر یہ آیت حضرت صاحب پر نازل بھی ہو جاتی تو تم کو نسا مان لیتے۔ اگر ایسے ہی ایماندار ہو۔ تو اولاً ان الہامات کو مانو۔ جن میں حضرت صاحب کو نبی۔ رسول اور احمدؐ اور عیسےٰ کر کے کہا گیا ہے۔ وہ الہام نہ صرف آیات قرآنی ہی ہیں۔ بلکہ اور بھی اردو عربی الہامات ہیں۔ جن میں بغیر کسی قسم کی ظلی بروزی اور غیر نبی اور لانبی کی تشریح کے نبی کہا گیا ہے۔ ورنہ ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے مجبور ہیں کہ جیسے آریہ ویدوں کی صداقت میں ہر ایسی بات پیش کر کے قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔ جو معقولی و منقولی طور کیسی ہی نامعقول ثابت ہو۔ مگر چونکہ ویدوں میں وہ موجود ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اس کو صداقت کی دلیل ٹھہرا لیتے ہیں۔ جیسے مثلاً ایسی زبان جو کسی ملک کی بولی نہ ہو۔ یا انسان نہ بولتے ہوں یا مثلاً پرانے سے پرانا دقیانوسی زمانہ کا کلام جو مردہ ہونے کی حیثیت رکھتا ہو۔ اسی طرح ہمارے اہل پیغام نامعقول دلائل پیش کرنے کے عادی ہیں۔ ابتدائے اختلاف میں نبوت کے متعلق عجیب عجیب طرح کے مضحکہ خیز معیار پیش کیے جاتے تھے۔ کبھی کہتے تھے وحی نبوت جبریل لاتا ہے۔ یا نبی کو اپنی زبان میں ہی الہام ہوتا ہے۔ یا وہ مسطاع ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ مگر جب ان کے دندان شکن جواب دیئے گئے۔ تو سب چوکڑیاں بھول گئے۔ ورنہ اگر ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب نے خوف خدا سے کام لے کر اس امر کو پیش کیا ہے۔ کہ "آیت استخلاف حضرت مسیح موعودؑ پر نازل نہیں ہوئی اس لیے خلافت تسلیم نہیں کی جاتی۔" تو پھر ذرا اپنی ایمانداری کا ثبوت پیش کریں۔ کہ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان کا اعلان کریں۔ جس طرح ہم قادیانی لوگ بلاخوف لومۃ لائم ڈنکے کی چوٹ کر رہے ہیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ مگر میں پیشگوئی کرتا ہوں۔ کہ ضد و تعصب اور انکار کا پردہ داماد و خسر کی آنکھوں پر اسقدر مستولی ہے۔ کہ وہ خدا کے حضور حاضری کو بالکل بھولے ہوئے ہیں۔ وہ کبھی بھی اظہار حق کی جرأت نہیں کریں گے۔ کیونکہ ایک طرف ان کو عداوت محمود مانع ہے۔ اور دوسری طرف حسرت اور امارت روک رہی ہے۔ وہ ولایت اور غوثیت اور صلاحیت الٰہی دنوں کا فور ہو چکی ہے۔ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے امیر قوم کے حال و مستقبل اندرونہ کو بایں الفاظ ظاہر فرما دیا تھا۔ کہ

مولوی محمد علی صاحب آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔"

خدا کے علم میں تو ۱۹۰۰ء سے ہی امیر قوم صاحب نے بستر بوریا گول کرنا شروع کر دیا تھا۔ خدا جانے دس سال کس طرح قادیان میں برداشت کیے۔ اگر امیر قوم کے دل میں نفاق کا بیج نہ ہوتا۔ اور اس ایمان کا بقیہ موجود ہوتا۔ جس ایمان اور نیک ارادے کے ساتھ وہ احمدؐ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے۔ اور چند سال خدمت اسلام کی سعادت سے متمتع ہوتے رہے۔ تو یہ الہام ان کے لیے کم تنبیہ نہیں تھا۔ مگر افسوس کہ وہی الہام ان کے فؤادھم اللہ مرضا اور یضل بہ کثیرا کا مصداق ٹھہرا۔

---

(۲) آج ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب کو اور بیس سال پیشتر یعنی خلافت ثانیہ کے شروع میں مولوی محمد علی صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت میں خلفاء کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ اپنے بعد کام کرنے کے لیے ایک انجمن اصول جمہوریت کے طور پر قائم کی اور اسی کو اپنا جانشین قرار دیا۔" پیغام

حالانکہ خدا کی شان کہ یہی خلافت جو مشیت الٰہی نے بنی پاک ممبروں کے ہاتھوں قائم کی تھی۔ اس وقت ان سب چھوٹے موٹے پاک ممبروں کو سی الوصیت میں ہی نظر آئی اور جمہوریت کا نام و نشان ہی نہ تھا۔ اور اسی خلافت ہی میں سلسلہ کا بقا اور نظام محسوس کیا۔ اگر اعتبار نہ ہو تو ذرا آنکھیں کھول کر مندرجہ ذیل اعلان پڑھو۔ جس میں خواجہ کمال الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود یہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے خسر صاحب قبلہ کی

مغلظ پھلجھڑیاں

پیغام کی مغضوبانہ چیخ و پکار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے ذیل کے اصحاب موجود تھے :-

مولانا حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ خلیفہ رشیدالدین صاحب (خاکسار خواجہ کمال الدین)

(البدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء صـ)

اب ذرا نانائے پیغام محولہ بالا اعلان کو پڑھ کر شرمائیں اور اپنے اگلے پچھلے کئے پر اپنے داماد کے گلے پڑ کر ڈھائیں مار مار کر روئیں۔ کہ اس میں کسقدر صراحت اور وضاحت سے جملہ معتمدین نے خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی باتفاق رائے خلافت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کی وصایا کے مطابق تسلیم کیا ہے نہ صرف خلافت بلکہ جانشین قبول کیا ہے۔ اب ہمیں خدا کی قسم مطلقاً سمجھ نہیں آتا۔ کہ ان خسر داماد کے کس قول و فعل کو سچا قرار دیں۔ اور کس کو جھوٹا۔

پس ڈاکٹر بشارت احمد صاحب از برائے خدا خشیت الٰہی اور خوف خدا سے کام لے کر ہم کو بتائیں۔ کہ اگر آپ کے اعلان اور فعل کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کی وصایا کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خلافت تھی۔ اور خلیفہ ہی حقیقی جانشین مسیح موعودؑ کا تھا۔ اور خلافت کی بیعت بھی ضروری تھی۔ اور خلیفہ وقت کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا تھا۔ (بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶) الملخص

تو اب وہ خلافت اور جانشینی الوصیت کے مطابق کیوں نہیں رہی۔ پس خدارا اس گتھی کو سلجھاؤ۔ اور پھر لمبے لمبے مضامین لکھ کر ناظرین پیغام کو پریشان کرو۔ باقی پھر بشرط ضرورت۔

(خاکسار فخرالدین ملتانی)

ناظرین! اکثر دیکھا ہوگا۔ کہ بعض فتنہ زا عورتیں ایک فتنہ کھڑا کر دیتی ہیں۔ اور پھر جب اس فتنہ کے افشاء پر ان سے باز پرس کی جاوے۔ تو جھٹ بجائے کوئی معقول جواب دینے کے رونا اور چیخنا چلانا شروع کر دیتی ہیں۔ یہانتک کہ مارے شور کے سارے محلہ کو سر پر اٹھا لیتی ہیں۔ بالکل یہی کیفیت ہمارے پیغامی قبلہ گان کی ہے۔ اگر ہم پیغامی چھوٹے بڑوں کی مکررسہ کرر در صغ بافیوں اور حق پوشیوں اور اظہار باطل پر کئی مرتبہ ان کے گھر تک پہنچ کر اتمام حجت کر کے خموشی اختیار کر لیں۔ تو پھر ان کو نئے سرے کھجلی اٹھتی ہے۔ کیونکہ بدوں اس چھیڑ خانی کے ان کو کوئی پوچھتا نہیں۔ اخبار پیغام کے قراطیس اسود سیاہ کرنے کو مصالحہ نہیں رہتا۔ اس لئے چار و ناچار پھر وہ ہم عاجزوں پر برستے ہیں پھر جب ہماری طرف سے ان کو پڑنی شروع ہوں۔ اور ہم بھی پیغامی زبان غلاظت ترجمان میں ان کے دل و دماغ تک حق کو نشین کریں۔ تو پھر ثناء اللہ کی طرح دربار خلافت کی دہائی مچانے لگ جاتے ہیں۔

ناظرین کو غالباً پورے طور پر علم نہ ہوگا۔ کہ جب سے قبلہ امیر ایدہ اللہ کے خسر صاحب قبلہ نے زمام قلم اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ تب سے انہوں نے ہمارے حق میں قسم کھالی ہے۔ کہ وہی کھردی چوڑے والی زبان اختیار کریں۔ جو دو چار روز کی صحبت سے غالباً انہوں نے اپنی تیزی ذہن کی بدولت سیکھ لی ہے۔ خسر صاحب قبلہ کا کوئی مضمون پیغام صلح میں نہیں چھپتا۔ جس میں بازاری مغلظات کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ کسی سخت کلامی کے ڈیفنس میں نہیں۔ حاشا و کلا بلکہ محض اقتضائے طبیعت کے ماتحت۔ چنانچہ بطور نمونہ ابھی حال ہی پیغام مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۴ء ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

"قادیانی خلافت ایک بدعت ہے۔ ..... مولوی غلام رسول راجیکی سب سے بڑھ کر چالاک نکلے۔ انہوں نے نہایت بے حیائی اور بیباکی سے یہ دروغبافی کی ہے ..... اس لئے ضرور ہی بابیوں بہائیوں کی طرح ایک ایسا نقطہ قرار دیا جاوے ..... اس لئے یہ دھڑکا بالکل بجا اور درست تھا۔ کہ اگر کل کو یہی مرید باغی ہو گئے۔ اور انہوں نے یہ ریزولیوشن پاس کر دیا۔ کہ ہم خلیفہ کا کہنا نہیں مانتے۔ تو میں کیا کرونگا۔ خلافت تو سر بازار بہ گئی۔"

ناظرین۔ یہ تو چٹکی از ڈھیر غلاظت ہے۔ ؎

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

جب نانائے پیغام قبلہ جیسے بزرگ ولی اللہ کے یہ لچھن ہیں۔ تو ایروں وغیروں کا کیا حال ہوگا۔

کیا اسی برتے پر ہماری زبردست اور خیبر شکن اور باطل کش پر دوہائی دیتا ہے۔ کہ

"قادیانی مبلغ اور اخبارات فن دشنام طرازی میں خاص طور طاق ہیں۔ قادیان کے گذشتہ سالانہ جلسہ میں مولوی راجیکی صاحب نے جماعت لاہور کو بے شمار گالیاں دے کر قادیانی شرافت کا خوب خوب مظاہرہ کیا۔ فاروق اور الفضل ہمیشہ ہمارے دلائل کا جواب گالیوں سے دینے کے عادی ہیں۔ ..... اس لئے فاروق نے بازاری گالیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی بو چھاڑ کر دی ہے۔ غالباً دربار خلافت سے اشارہ ہوا ہوگا۔ پیغام ۷ر مارچ ۳۷ء

مدیر پیغام ذرا تھوڑی دیر کے لئے اپنی ضمیر پر ہاتھ رکھ کر بتائے۔ کہ کیا تمہارے قبلوں سے بھی بڑھ کر دشنام طرازی ہے۔ کیا کبھی کوئی شریف اور حق گو انسان بھی خواہ مخواہ کسی کو بے حیا بیباک دروغ باف اور چالاک وغیرہ کہہ دیا کرتا ہے۔ ہماری کسی تحریر میں دکھاؤ۔ کہ ہم نے کبھی ڈاکٹر صاحب قبلہ کی طرح قبلہ امیر ایدہ اللہ یا قبلہ خسر مدظلہ کو بے حیا بے باک وغیرہ کمینے الفاظ سے مخاطب کیا ہو۔ اور کیا پیغام لغت میں الفاظ بے حیا۔ بے باک دروغ باف بازاری گالیاں شمار نہیں کی جاتیں۔ پس جب حافظہ نباشد کے مصداق مدیر پیغام خود اپنے پرچے میں ایسے گندے اور غلیظ اور ناپاک بازاری اور گنڈوں اور شہدوں والی گالیاں مذہبی قیل وقال اور جواب سوال میں دینے جائز سمجھتا ہے۔ تو پھر کیا اس کے مجیب کو حق نہیں کہ وہ شرعی اور مذہبی اور الہامی زبان کے حقیقت الامری الفاظ جو حالات اور واقعات پر مشتمل ہوں۔ ایسے زبان دراز اور یاوہ گو گندہ دہنوں کے حق میں جواباً استعمال کرے

اگر قبلہ خسر صاحب مدظلہ ایسے ہی ذات شریف واقع ہوئے ہیں۔ تو کیا اپنے مخاطب کو بغیر بے حیا بے باک و دروغ باف وغیرہ کہے اپنے ضمیر کی سیاہی کو نہیں چمکا سکتے تھے۔

پس مدیر پیغام کو اس عیارانہ زنانی چیخ و پکار کے ارتکاب سے قبل اپنے دائیں بائیں جھاڑو پھیر کر دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ کہیں اس فتنہ زائی کا حملہ اپنے اوپر تو الٹ کر نہیں آپڑیگا۔ ورنہ جاتا۔ ۳ر مارچ کا یعنی اس پرچہ سے صرف ایک پرچہ پہلا ہی اٹھا کر دیکھ لیتا۔ تو اس پر واضح ہو جاتا کہ فاروق کی سرکوبانہ ضرب صدائے گنبد ہے۔ جو اپنی ہی کرتوت اور پھلجھڑیوں کی بازگشت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کی پوری پوری تصدیق ہے۔ کہ

قرض ہے واپس ملیگا تم کو یہ سارا ادھار

ایک طرف ڈاکٹر خسر صاحب قبلہ کی پیشانی کی سیاہی پر نظر کرو۔ اور دوسری طرف ان کی بازاری گالیوں اور در افشانی کو دیکھو۔ تو کسی کو اعتبار بھی نہ آئے گا کہ یہ گل افشانی اس ولی اللہ کے منہ کی باتیں ہیں۔

کسقدر ظلم عظیم ہے۔ کہ خلافت جیسی باعزت اور واجب التعظیم منصب پر یوں پھبتی جائے: کہ

"خلافت تو سر بازار بہ گئی"۔

حالانکہ یہی وہ خلافت ہے۔ جس کی داغ بیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اللہ تعالےٰ نے اہل پیغام کے اکابرین کے ہاتھوں کھائی۔ اور یہی وہ خلافت ہے۔ جو بالکل اور عین الوصیت کی وصایا کے خوب خوب مطابق تھی۔ مگر اب بر سر بازار اسی خلافت مقدسہ کی اس طرح کمینہ اور رذیل اور بدترین طرز پر توہین و تذلیل کی جاتی ہے۔ اور پھر اس پر طرہ یہ کہ یہ اپنے تئیں بڑے شریف زادے سمجھے بیٹھے ہیں۔

ثناء اللہ اور ظفر علی وغیرہ بدزبانوں نے کوئی ہماری جاگیریں تو نہیں دبالیں۔ کہ ہمیں ان سے کوئی مخاصمت ہے۔ خدائے واحد جانتا ہے۔ کہ ہمیں ان سے کوئی ذاتی عداوت نہیں۔ صرف ان کے یہ سبابانہ اور دلآزارانہ رویئے ہیں۔ جن کی بدولت ہم ان کو ذریۃ البغایا کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ اگر وہی حرکات اور وہی الفاظ تم سے سرزد ہوں تو تم کوئی ہمارے سگے نہیں ہو۔ ہم تمہیں بھی وہی بلکہ ان سے بھی بدتر سمجھینگے سے سگ زرد برادر شغال۔ کیونکہ وہ ازلی اندھے چلے آتے ہیں۔ اور تم دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور جانتے ہوئے نادان بنے ہوئے ہو۔

میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اہل پیغام کی سب وشتم اور گالیوں پر اب ظفر علی اور ثناء اللہ وغیرہ نے بھی سستانہ شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ اہل پیغام نے ہمارا فرض اپنے ذمہ لے لیا ہے۔

یہ تو مشتے از خروارے خسر صاحب قبلہ کی بدزبانی کا نمونہ تھا۔ اب ذرا ان کے قبلہ بڑے میاں ایدہ اللہ کی در افشانی ملاحظہ فرمائیے۔ یعنی قبلہ محمد علی صاحب وہ اپنے رسالہ تبدیلی عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے۔ میں ہمارے اور ہمارے واجب التعظیم مکرم فاضل مولوی محمد اسماعیل صاحب کے حق میں بغیر کسی گناہ یا سخت کلامی یا کسی طعن و تشنیع کے جرم کے مندرجہ ذیل پھول جھڑتے ہیں۔ کہ

"میاں صاحب اور ان کے مریدین آثم۔ اظلم۔ سیاہ باطن۔ ظالم شر من فی الارض گروہ کے جانشین۔ کور باطن۔ خدا کی لعنت کے مورد باطل کا حامی پکے منافق۔ خدا کی لعنت کے نیچے۔ کفرتم بعد ایمانکم کے مصداق ہیں۔

(مولوی محمد اسماعیل) (بدذات۔ سانپ۔ سانپ کا بچہ۔ سور۔) شرارت سے بھرا ہوا۔ اندھا ابلہ فریب سیاہ رو۔ سیاہ دل ہے۔ غبی یا حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام کہتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کے اغراض کے منافی ہے۔ وغیرہ۔ اب کیا فرماتے ہیں اکابرین پیغام بیچ فہرست مغلظات محولہ بالا کے کہ

(۱) دنیا کی کوئی ایسی گالی بھی باقی ہے۔ جو اس فہرست مشئومہ میں نہیں آئی۔ (۲) یہ کہ ہماری کس گالی یا سخت کلامی کے جواب اور ڈیفنس میں قبلہ امیر ایدہ اللہ نے اپنی نجاست بھری پیغام لغت کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ (۳) یا یہ کہ یہ مغلظات خبیثہ دنیا کے کس شریف طبقہ کے نزدیک گالیاں نہیں کہلاتیں۔ (۴) یا یہ کہ اگر یہی مغلظات صدائے بازگشت کی صورت میں ان گندہ دہن لوگوں کو سنائی جائیں جن کے دل و دماغ سے انہوں نے ترویج و تربیت پائی ہے۔ تو کوئی گناہ ہے (۵) یا یہ کہ ان الفاظ کے استعمال کنندہ کی نام نہاد امت کو انہی الفاظ کی صدائے گنبد پر داد فریاد کا کوئی حق ہے۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا

پس اب میں اپنے محترم بھائی مدیر پیغام کی خدمت میں نہایت پریم اور محبت اور انکساری اور عجز کے ساتھ معروض ہوں۔ کہ آپ اولاً ٹھنڈے دل سے اپنے امیر اور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے محولہ بالا گرم الفاظ

بقیہ انجیلی گالیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر غور کریں۔ دفتر میں نہیں بلکہ اپنے مکان پر بشرطیکہ وہ مکان پیغام بلڈنگ کے اندر نہ ہو۔ کم از کم اکبری منڈی کے دائیں بائیں ہو۔ پھر آپ اپنے سابقہ اور موجودہ ایمانی چولہ کی رو سے لکھیں کہ کیا اندریں حالات بھی آپ کا کوئی حق ہے۔ کہ آپ ہماری جوابی حق گوئی پر تلملائیں اور گڑگڑائیں۔ پس آج ہی سے ہمارے ساتھ فیصلہ کرو۔ کہ کم از کم ان ہر دو حضرات سے گذشتہ پر لعنت ڈالو اور آئندہ کے لئے احتیاط کا اعلان کراؤ پھر دیکھو ہمارا سلوک اور طرز تحریر۔ (خاکسار فخر الدین ملتانی)

غیر احمدیوں کا جنازہ
اور
اہل پیغام

اہل پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کے خلاف عوام کالانعام کو مشتعل کرنے کی خاطر بڑے زور شور سے یہ واویلا کیا کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ ایسے بے رحم ہیں۔ کہ غیر احمدیوں کے جنازے تک میں بھی شامل نہیں ہوتے۔ اس کے متعلق ہماری طرف سے بیسیوں مرتبہ مسکت و دندان شکن جواب دیئے جا چکے ہیں۔ مگر کیا اہل پیغام کا کوئی چھوٹا بڑا مجھے یہ بتلا سکتا ہے۔ کہ اہل پیغام جو غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ وہ کیوں شامل نہیں ہوتے۔ لاہور میں بڑے بڑے سرکردہ لوگ آئے دن فوت ہوتے رہتے ہیں مگر اخبار پیغام صلح میں کبھی ایک کے متعلق بھی نماز جنازہ کی استدعا اور تحریک نہیں چھپتی۔ چنانچہ حال ہی میں حاجی میر شمس الدین صاحب جنرل سکرٹری حمایت اسلام لاہور فوت ہو گئے ہیں۔ جن کے متعلق ۲۳ فروری ۳۴ء کے پیغام میں زیر سرخی "آہ حاجی میر شمس الدین" افسوس اور رنج کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور ان کے تقویٰ اور قومی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر بایں ہمہ اتنا نہیں ہو سکا۔ کہ ایسے بزرگ انسان کے لئے بھی اپنی جماعت میں نماز جنازہ کی تحریک کر دیتے۔ حالانکہ اسی اخبار صفحہ ۴ کالم ۴ میں ایک نہایت ہی معمولی اور گمنام شخص محمد عبد الحمید ریٹائرڈ سررشتہ دار سیالکوٹ کے لئے جنازہ کی درخواست کی گئی ہے۔ خدارا اہل پیغام کا کوئی نانا یا دادا یا اور کوئی امیر وغیرہ اس گتھی کو سلجھا کہ جب تمہارے عقیدہ کی رو سے غیر احمدیوں کا جنازہ جائز ہے۔ تو پھر اتنے معتمد اور معزز ہستیوں کے جنازہ میں کیوں شریک نہیں ہوتے۔ اور

اہل پیغام کی بد ذوقی پر میرا ذوق

+ پچھلے کسی تازہ پرچہ الحکم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندگی کے واقعات میں ایک جگہ حضرت اقدس کے اکرام ضیف کے اسوہ حسنہ کے تذکرہ میں یہ بیان بھی آگیا ہے۔ کہ حضرت صاحب کے حکم سے خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے لئے دو سیر دودھ اور کھانڈ چھ ماہ تک دیا جاتا رہا۔ پھر آگے چل کر ایک موقع پر مولوی محمد علی صاحب کو آم بھی بطور خاطر و مدارات دیئے جانے کا ذکر ہے۔ اس اسوۂ حسنہ کو دیکھ کر بے اختیار دل سے نکلتا ہے۔ کہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و علی عبدک المسیح الموعود و بارک وسلم۔ وہ کیسا ہی مقدس وجود باوجود تھا۔ کہ باوجودیکہ آپ کو کشفی رنگ میں مولوی محمد علی صاحب کی اندرونی کیفیت دکھا دی گئی تھی۔ کہ "مولوی محمد علی صاحب آپ صالح تھے۔ آپ کے ارادے نیک تھے۔ آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ" مگر اللہ اللہ آپ کی وسعت قلبی اور چشم پوشی اور ستاری کے صدقے۔ کہ کس طرح محبت اور شفقت اور خاطر و مدارات سے پیش آتے ہیں۔ میں خود بھی اس امر کا چشم دید گواہ ہوں۔ اور مجھے کامل یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے والے تمام دوست میرے ساتھ اس گواہی میں متفق ہوں گے۔ کہ حضرت اقدسؑ کا طرز سلوک اور محبت و شفقت اور تالیف قلوب کا برتاؤ جسقدر مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور دوسرے لاہوری پاک ممبران اور حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کے ساتھ تھا۔ اسقدر نہ اپنے اہل و عیال سے تھا۔ اور نہ اس پاک وجود سے جس کے حق میں آپ نے فرمایا۔ کہ ؎

ہمیں بودے اگر ہر یک پر از نور یقیں بودے

اور یہ مؤلفۃ القلوب کی مد سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں انہی کے لئے مقرر ہے۔ جو نو مسلم ہوں۔ ورنہ پرانے اور پر از یقیں مومنین اسقدر تالیف قلوب کے محتاج ہوتے ہی نہیں + چنانچہ دیکھ لو۔ کہ جب ان پاک ممبروں میں سے کوئی صاحب تشریف لاتے۔ تو حضرت صاحب خاص طور پر علیک سلیک کر کے اپنے پاس بٹھاتے تھے مگر حضرت مولوی نور الدین صاحب صدیق زمانہ جن کی معرفت و فراست اسقدر بڑھی ہوئی تھی۔ وہ بھی اونچی آواز سے السلام علیکم بھی نہ کہتے تھے۔ حالانکہ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ نور الدینؓ سے زیادہ قریبی انسان اور کوئی تھا ہی نہیں۔ جس پر حضرت صاحب کا متذکرہ بالا شعر اور اللہ تعالیٰ کا فعل آپ کے خلیفہ اول بنانے پر اور بعد وفات حضور علیہ السلام کے راہنے باز دیں دائمی آرام لینے پر شاہد ہیں۔ اور اس کے بالمقابل لاہوری پاک ممبروں کی اندرونی جدائی اسطرح ہوئی۔ کہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی بطرسی اور پولوسی رنگ پر چڑھنا شروع ہوا۔ جیسا کہ اخبار وطن اور مرتد پیٹالوی کی تحریرات سے ظاہر ہے۔ جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا۔ خلافت ثانیہ میں وہ راستہ صاف کرتے کرتے خود ہی صاف ہو گئے۔ اور دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال دیئے گئے۔ یعنی کہ نکل گئے۔ اور ظاہری طور پر یہ کہ قادیان کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہدی۔ اور اب قادیان کی طرف موسوم ہو کر منسوب ہو کر پکارا جانا بھی اپنے لئے موجب ننگ و عار اور ذلت و خواری یقین رکھتے ہیں۔ اور غیر از جماعت داناؤں کے سیم و زر کے زور پر مسیح موعود کے نام لیوا فدائیوں کو غیروں کی طرح قادیانی قادیانی کر کے پکارتے ہیں تاکہ ان کے دانایان گنج بخش کسی طرح یقین کر لیں۔ کہ یہ بیچارے تو حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے نہیں۔ کیونکہ عام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طور پر حضرت مرزا صاحب کو ماننے والے قادیانی کہلاتے ہیں۔ سو انہوں نے احمدیت کے الٰہی نشان سے نجات اسی میں سمجھی۔ کہ اپنے تئیں اس بدنام لفظ قادیانی سے پاک کریں۔ تاکہ غیر از جماعت لوگوں کی حسن ظنی نصیب ہو۔ مگر یار لوگوں کو یہ معلوم نہیں۔ کہ کمبل ان کو نہیں چھوڑنے کا ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

بہر حال کچھ ہی ہو۔ حضرت اقدس کے اعلیٰ اخلاق اور مروتیں اور احسانات ان کی اس بے وفائی کج ادائی سے صفحۂ روزگار سے محو نہیں ہو سکتے۔ حضرت اقدس نے باوجود معرفت تامہ رکھنے کے پھر بھی ان پاک ممبروں کے حق میں اعلیٰ اور بہترین اخلاق کا نمونہ دکھلایا۔ کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ ؎ آنکہ شک آرد کافر گردد۔ مگر خوش فہم دوست۔ خانصاحب منظور الٰہی صاحب سوہدری بھی عجب سادہ لوحی اور سادگی سے مرکب ہیں کہ اجرا پیغام میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اعلیٰ اخلاق کی بنا پر پاک ممبروں کی کج ادائی اور بیوفائی پر پردہ ڈالنے کی یوں ناکام سعی ناتمام فرمائی ہے۔ کہ بموجب حدیث دودھ خواب میں پلانے کی تعبیر علم ہوتا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ حضرت صاحب نے ہر دو پاک ممبروں کو علم بخشا۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں سویا ہوا تھا۔ کہ میرے سامنے دودھ لایا گیا۔ جسے میں نے خوب اچھی طرح سے پیا۔ پھر باقی عمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے آپ سے تاویل دریافت کی تو آپ نے فرمایا۔ اس سے مراد علم ہے"

اس بھولے بھالے خانصاحب کا ذوق واقعی قابل قدر ہے۔ کیونکہ چشم بد دور آپ کو بہت دور کی سوجھی ہے۔ کہ عالم بیداری کے واقعہ کو عالم خواب پر محمول کر کے اپنے علم لدنی کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ اگر اس قسم کے ذوق والے علماء ہم ایک دو اور اہل پیغام میں پیدا ہو جائیں۔ تو پھر شام سے پہلے پہلے ہی علم اور تفقہ فی الدین بستر بوریا گول کر کے لاہور سے رخصت ہو جائیں۔

آگے چل کر واقف رموز دین مولٰنا بالفضل اولٰنا محدث لاہوری خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب کیا مزے سے فرماتے ہیں۔ کہ

"میرے اپنے مذاق کے مطابق یہ دودھ اس علم دینی کے قائمقام تھا۔ جو آپ نے اپنے ان خادموں کو پیٹ بھر کر پلایا"

حالانکہ جیسا کہ واقعات اور حالات شاہد ناطق ہیں۔ کہ وہ ہر دو دانت والے شیر خوار تو اپنے قول و فعل اور حرکت و سکون سے اس دودھ سے ہزار بار بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔ کسی کے سامنے چھوٹے منہ سے بھی یہ نہیں کہنے کی جرأت کر سکتے کہ

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر زلال محمدؐ است

بلکہ جہاں کہیں بھی ضرورت پیش آئی ہے۔ اپنی ہمہ دانی اور اپنی ہی کارستانی وغیرہ بیان کر کے اپنی ستائش اور افزائش حاصل کی گئی ہے

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ حضرت اقدس نے علم دینی دیا۔ نہ صرف ان ہر دو پاک ممبران کو۔ بلکہ ہر ایک اس انسان کو جو بھی اس پاک وجود سے ممسوح ہوا۔ چنانچہ صحابہ مسیح موعود میں سے ہر ایک یہی سمجھتا تھا۔ کہ جسقدر تعلق حضرت صاحب کا مجھ سے ہے اسقدر اور کسی سے نہ ہوگا۔ پس یہ جو کچھ احساس لوگوں کا تھا۔ یہ لوگوں کی خوبی نہیں۔ بلکہ حضرت صاحب کی اپنی خوبی اور حسن اخلاق تھا۔ اس سے یہ کہاں نکلا۔ کہ گویا پطرس کی طرح بہشت کی چابیاں ان ہر دو بزرگوں کو ہی حضرت صاحب نے دی تھیں۔ نور الدینؓ کے لئے تو اس طرح شیر خواری کا کہیں ایسا ذکر نہیں۔ تو کیا اس سے نتیجہ یہ نکلا۔ کہ صرف انہی دو بزرگوں کو علم الٰہی دیا گیا۔ اور سب کو محروم رکھا گیا۔ ایسا خیال کرنا تو پرلے درجہ کی حماقت ہی ہوگی۔

پھر میرے کرمفرما خانصاحب سوہدری کو یہ بھی ضرور علم ہوگا۔ کہ اگر دودھ کے ایک بہت بڑے مٹکے میں پیشاب کا قطرہ پڑ جائے۔ تو دودھ سارے کا سارا باوجود کثیر و کثیر مقدار میں ہونے کے صرف ایک قطرہ سے مغلوب ہو کر پیشاب کا قائمقام ہو جاتا ہے۔ اس لئے بفرض محال نہیں۔ بلکہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس علم میں اوروں کی طرح ضرور ان ہر دو شیر خواروں نے علم دین حاصل کیا ہے۔ چونکہ یہ امر واقع ہے۔ اس لئے مجھے ہرگز انکار نہیں۔ مگر اب ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ ان دانت والے شیر خواروں نے اس علم دین کو ویسا ہی پاک و صاف برقرار رکھ کر دوسروں کو پہنچایا۔ یا تلبیس باطل بالحق کا ارتکاب کر کے اس علم کے وجود کو عدم سے بھی بدتر صورت میں پیش کیا۔ اور اس طرح اپنی ناخلفی۔ محسن کشی۔ احسان فراموشی اور بیوفائی کا ثبوت دیا۔

خواجہ صاحب تو خیر اب دنیا میں موجود نہیں۔ قبلہ محمد علی صاحب کا مایۂ ناز اور شب و روز کی مدح سرائی کا محتاج ترجمۃ القرآن موجود ہے۔ اس سے قبلہ موصوف صاحب کی اس علم دینی کا کافی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جو بقول خانصاحب منظور الٰہی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دودھ کے ذریعے ان کے حلق میں ڈالا۔ اس میں مسئلہ ولادت مسیح ہے۔ اس میں مسئلہ نبوت ہے۔ اس قسم کے اور بیسیوں قسم کے مسائل ہیں۔ جو حضرت اقدس کے علم تفقہ استدلال اعتقاد اور ایمان سے کوسوں دور ہیں۔ اور جو اکثر سرسید کے خیالات اور اعتقادات کا چربہ ہیں۔ اندریں حالات کسی سادہ لوح انسان کا یہ کہنا کہ حضرت صاحب سے وہ علم دینی مولوی محمد علی صاحب کو حاصل ہوا جو انہوں نے اپنی تفسیر میں ظاہر کیا۔ یا آئے دن ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ تو ایسے انسان کو عمداً کذب کا مرتکب نہیں۔ تو کم از کم یہ ضرور کہا جائے گا۔ کہ وہ کہاں تک عقل و خرد اور ہوش و حواس کے مترادف سمجھا جا سکتا ہے۔ ورنہ یوں تو استراق السمع والے بزرگ بھی بالکل اسی قسم کے علم دینی کا ادعا کر کے مغالطہ دیا کرتے ہیں۔ پس یوں سمجھ لو۔ کہ جو فرق استراق السمع والوں اور دیگر ملہموں میں ہوتا ہے۔ وہی فرق قبلہ محمد علی صاحب کے علم اور حضرت صاحب کے پاک علم میں ہے۔ بہر حال یہ میرا ذوق ہے۔ جس کو میں نے خانصاحب منظور الٰہی صاحب کی خدمت میں بغرض رفع الدین علمی کے پیش کر دیا ہے۔ ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

۳۹۹۱ء۔ منکہ روشن دین ولد مطیع اللہ قوم گھمار عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن منگوے ڈاکخانہ چندر کے جٹاں تحصیل نارووال۔ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۶/۳۳ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے:۔ اراضی دس مربے زمین واسطے سکونت کے قادیان محلہ دارالرحمت میں قیمتی ایک سو پچیس روپیہ کی خریدی ہے۔ اور پچاس روپیہ کے مویشی اسوقت میرے پاس ہیں۔ اور دو مانی گندم اس فصل ربیعہ ۱۹۳۳ء پر ہوئے ہیں۔ اس موجودہ جائیداد کی کل قیمت دو سو پندرہ روپے ہے۔ ان میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور ادا کرتا رہونگا۔

العبد:۔ روشن دین ولد مطیع اللہ قوم گھمار ساکن منگوے ڈاکخانہ چندر کے جٹاں تحصیل نارووال۔ نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ چودھری غلام احمد نمبردار ومحاسب جماعت احمدیہ منگوے۔ گواہ شد:۔ چوہدری غلام محمد از پولہ پریذیڈنٹ گواہ شد:۔ بقلم خود الہ بخش سکرٹری جماعت احمدیہ۔

۳۹۹۵ء۔ منکہ تاج حسین ولد ملک پٹھاناں قوم نسوانہ پیشہ کاشتکاری عمر پینتالیس سال تاریخ بیعت ۱۲/۲۶ ۱۳ ساکن پکا ڈاکخانہ لالیاں۔ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۶/۳۳ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہون:۔

میری اسوقت جائداد ایک قطعہ مربعہ تخمیناً ۲۵۰ گھماؤں زمین جدی ہے۔ نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں کہ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

العبد:۔ ملک تاج حسین مذکور

گواہ شد:۔ چودھری علی بخش پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک ۳۳ ج گواہ شد:۔ شاہ محمد سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۳۳ جنوبی بقلم خود۔

۳۹۹۶ء۔ ملک شاہزادہ ولد ملک پٹھانا قوم نسوانہ پیشہ کاشتکاری عمر چالیس سال تاریخ بیعت ۱۲/۳۲ ۲۷ ساکن پکا ڈاکخانہ لالیاں۔ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۶/۳۳ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت جائداد سالم مربع تخمیناً ۲۵۰ گھماؤں زمین جدی ہے۔ جس کی قیمت پانچ ہزار روپیہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یعنی پانچ صد روپیہ وصیت کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

العبد:۔ ملک شاہزادہ مذکور نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ چودھری علی بخش پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک ۳۳ جنوبی۔ گواشد:۔ شاہ محمد سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۳۳ جنوبی سرگودھا بقلم خود۔

۴۰۶۴ء۔ مسماۃ نیاز بی بی بنت سید علی محمد شاہ قوم سید عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء ساکن نورپور ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع لدھیانہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۳ ۲۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو۔ اسکے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

ڈنڈیاں طلائی ۷ عدد قیمتی ۶۰/- ۶۰ مچھلی ایک عدد ۵/- ۵/- چوڑیاں نقری ۱۰ عدد ۲۵/- ۲۵ کل قیمت ۱۰۰/- ۱۰۰

العبد:۔ نیاز بی بی ہمشیرہ سید محمد اشرف پنشنر ہیڈ کلرک لاہور۔ گواہ شد:۔ محمد حسین صاحب قانونگوئی لدھیانہ گواہ شد:۔ سید محمد اشرف ساکن لاہور۔

۴۰۶۳ء۔ صابراں بی بی زوجہ شیخ محمد قوم قریشی عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن قادیان ڈاکخانہ وتحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۳ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

ڈنڈیاں نقرئی چار عدد وزنی دو تولہ قیمتی للف ۸/- روپیہ ہے۔ اور مہر مبلغ ۴۰۰/- روپیہ ہے۔ جو خاوند کے ذمہ ہے۔ یعنی کل ۴۰۸/- روپیہ ہے۔

العبد:۔ صابراں بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ محمد عبداللہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ شیخ محمد بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مرزا نذر علی احمدی بقلم خود۔

۳۸۴۲ء۔ منکہ چودھری ولی داد خاں ولد چوہدری مل خاں راجپوت سلہریہ عمر ساٹھ سال بیعت دسمبر ۱۹۰۷ء ساکن مراڑہ ڈاکخانہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ۔ آج مورخہ ۱۰/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

پنشن ماہوار سولہ روپیہ ۴ کا ۱/۱۰ حصہ = ایکروپیہ دس آنے ماہوار اراضی تعدادی لہ ۵۱/۵۶ کنال مالیتی ۱۲۵۰/- کا ۱/۱۰ حصہ ۱۲۵/- حصہ جائداد میں سے اگر کوئی رقم حین حیات میں ادا کی جاوے۔ تو مجرا شمار ہوگی۔ جو جائداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ مد وصیت میں داخل کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔

العبد:۔ ولی داد خاں ولد مل خاں قوم راجپوت سکنہ مراڑہ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ مراڑہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ سید محمد حسین شاہ صاحب احمدی سکرٹری وصایا آنریری۔ قانونگوئی ظفروال ضلع سیالکوٹ بقلم خود گواہ شد:۔ قاسم دین مراڑہ دستخط انگریزی